



فیض صحبت ابرار یہ دردِ محبت ہے
بائیں صحبت دوستوں کی اشاعت ہے



سلسلہ موعظ حسنہ نمبر ۲۷

عظیم حفاظ کرام

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم



زیر نگرہ برقی: یادگار خانقاہ ایدادیہ اشرقیہ پوسٹ نمبر 2074 ماہی منجھو قدینہ
بالمقابل چریا گھر شاہراہ قائد اعظم لاہور • پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 ☎ 042 - 6370371
042 - 6373310

نمشر: انجمن احیاء السنّة (رجسٹرڈ)

فیض آباد، یا قیام پورہ، لاہور • پوسٹ کوڈ نمبر: 54920 ☎ 042 - 6551774 042 - 6861584

فہرست

- ۱۔ عرض مرتب
- ۲۔ حافظ قرآن پاک کے لیے جنت کے وس پاسپورٹ
- ۵۔ خاندانِ کرام کے ادب کا انعام
- ۶۔ قرآن پاک کا نام ادب سے لینا چاہیے
- ۶۔ حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا عظیم منظر
- ۸۔ قہار کی تعریف
- ۸۔ کُنُوْا سے معیتِ صادقین کے دوام و استمرار پر استدلال
- ۹۔ شیخ کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق ضروری ہے
- ۹۔ اصلاحِ زندہ شیخ سے ہوتی ہے اور اس کی مثال
- ۹۔ زندہ شیخ سے اصلاح کی مثنوی میں عجیب مثال
- ۱۱۔ ضرورتِ شیخ پر مثنوی میں دوسری مثال
- ۱۲۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا میں صیغہ جمع نازل ہونے کا راز
- ۱۲۔ ناکساں پیش کساں سے آئندہ
- ۱۴۔ لَا تَرْيَبْ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ سے ایک اہم مسئلہ سلوک کا استنباط
- ۱۵۔ فَسَمِّلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ میں اہل ذکر سے مراد علماء ہیں
- ۱۵۔ علماء کو اہل ذکر فرمانا ذکر کی تلقین ہے
- ۱۶۔ جملہ مدارس اہل حق کا اکرام و رعایت
- ۱۶۔ وَرَقَالَهُ لَحْفِظُونَ قرآن پاک کی دائمی حفاظت کی دلیل ہے

- ۱۷۔ اللہ کے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا
- ۱۸۔ قرآن پاک کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کی حفاظت کا وعدہ نہیں
- ۱۹۔ حفاظتِ قرآن پاک کی خدائی ذمہ داری کے منتخب افراد
- ۱۹۔ قرآن پاک کے الفاظ و معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ ہے
- ۲۰۔ آیتِ قرآنی سے مکاتیبِ مدارس کے قیام کا ثبوت
- ۲۱۔ کلام اللہ کے شرف و عظمت کا انوکھا اظہار
- ۲۱۔ اُمت کے بڑے لوگ کون ہیں ؟
- ۲۳۔ حفاظِ قرآن اُمت کے بڑے لوگ ہیں !
- ۲۴۔ امریکہ کے ڈگری یافتہ کی بدحالی کا سچا واقعہ
- ۲۴۔ مدعیانِ تہذیب کی پستی و بدحالی
- ۲۵۔ اہل اللہ کی بلندی و مرتبی
- ۲۶۔ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ اور اصْحَابُ الذِّیْلِ کا ربط
- ۲۶۔ حفاظِ قرآن پاک کے لیے تہجد کی اہمیت
- ۲۷۔ تہجد کا آسان طریقہ
- ۲۸۔ سونے سے پہلے نمازِ تہجد کی شرعی دلیل
- ۲۹۔ صلوٰۃ تہجد بعدِ عشاء کی دلیل باحدیث
- ۳۰۔ نمازِ اوایین کا آسان طریقہ
- ۳۰۔ بچوں کو بعدِ عشاء تہجد کی مشق
- ۳۱۔ شیخ کا ایک ادب
- ۳۱۔ اِنَاشِہ کی نعمت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو عطا کی گئی

عرض مرتب

اس سال ۱۴۱۶ھ میں ری یونین کے احباب کے اصرار پر حضرت مولانا شاہ
 میکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم نے ری یونین کا سفر فرمایا۔ حضرت والا کا ری یونین
 کا یہ تیسرا دورہ تھا۔ وہاں کے شہر سینٹ پیئر (St Pierre) کی مسجد الطیب المساجد
 سے ملحق مدرسہ الطیب المدارس میں جناب مولانا قاری یعقوب صاحب کچھ و شاگردوں
 نے خط قرآن پاک مکمل کیا۔ قاری یعقوب صاحب زید مجدہم حضرت والا کے متوسلین
 میں ہیں۔ انہوں نے حضرت والا سے درخواست کی کہ ختم قرآن پاک کی تقریب میں
 حضرت والا نصیحت کے چند کلمات ارشاد فرمادیں۔ چنانچہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ
 مطابق ۵ اپریل ۱۹۹۶ء بعد نماز جمعہ ۲ بجے دوپہر الطیب المساجد میں قرآن پاک کی
 عظمت اور حفاظِ کرام کی فضیلت پر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشادات
 فرمائے جو مختصر لیکن مکمل و جامع اور عمل کی ترغیب عاشقانہ کے حامل تھے جس سے
 خواہیں و عوام سب نہایت متاثر ہوئے اور ڈابھیل کے حضرت مولانا مفتی اسماعیل
 بیانات صاحب دامت برکاتہم بھی جو ری یونین سفر پر تشریف لائے ہوئے
 تھے اس تقریب میں تشریف فرما تھے وعظ کی بہت قدر دانی و تحسین فرمائی اور وہاں
 کے احباب کی خواہش پر اس وعظ کو جس کا نام عظمتِ حفاظِ کرام تجویز کیا گیا شائع
 کیا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں اور صدقہ جاریہ فرمائیں اور
 حضرت والا کے فیوض و برکات کو قیامت تک باقی فرمائیں! آمین بھرحقہ سید
 الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

اتر سید عشرت جمیل میر غفرلہ

خادم حضرت مولانا شاہ میکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عظمتِ حفاظِ کرام

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامُهُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى آمَّا بَعْدُ
فَقَدْ قَالَ اللَّهُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفُ أُمَّتِي
حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ (جامع صغیر صفحہ ۴۱، جلد ۱)

حافظِ قرآنِ پاک کے لیے جنت کے دس پاسپورٹ

قیامت کے دن حافظِ قرآن باعمل کو بقول وبعنوان میرے شیخ حضرت مولانا
شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم جنت میں جانے کے لیے گیارہ پاسپورٹ
میں گے۔ ایک پاسپورٹ سے تو حافظِ قرآن باعمل خود جائے گا اور دس پاسپورٹ
اس کو اور میں گے کہ اپنے خاندان میں سے وہ ان لوگوں کا انتخاب کرے جن کے
لیے دوزخ کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ ان لوگوں میں سے جن دس لوگوں کو وہ چاہے
گا اپنی مرضی سے منتخب کر کے جنت میں لے جائے گا جس کو چاہے انتخاب
کرے۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ حافظِ قرآن بچوں کا ادب کرونا کہ قیامت
کے دن وہ تمہارا انتخاب کر سکیں۔ اگر آپ نے ان کا مذاق اڑایا، انہیں خیر سمجھا،

ان کی تحقیر اور استخفاف کیا تو قیامت کے دن ایسے لوگوں کا یہ انتخاب نہیں کریں گے لہذا حافظ قرآن بچوں کا ادب بزرگوں کا تعامل رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک سچا واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔

حفاظ کرام کے ادب کا انعام | مدینہ شریف میں مولانا آفتاب عالم نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا

بدر عالم صاحب مصنف ترجمان السنۃ کے حالات میں بیان کیا اور اس وقت میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے کہ میرے والد کی قبر کو حکومت سعودیہ نے چھ ماہ کے بعد تین مرتبہ کھودا تاکہ اس کی جگہ دوسرا مردہ دفن کیا جائے لیکن دیکھا کہ بڑے میاں صحیح سلامت موجود ہیں، جُثَّتُهُ لَمْ تَتَغَيَّرْ، جسم میں فساد بھی تغیر نہیں ہوا تھا جیسے ابھی دفن ہوئے ہیں وَ كَفَنُهُ لَمْ يَبْتَلْ اور کفن بھی ٹپا نہ تھا جیسے ابھی کا ہے۔ ان کو یہ مقام کیسے ملا؟ مولانا آفتاب عالم صاحب نے اپنا گمان ظاہر کیا کہ میرے والد صاحب کا ایک خاص عمل یہ تھا کہ وہ حافظ قرآن بچوں کی طرف پیر نہیں کرتے تھے اگرچہ عمر تھے بڑے عالم تھے اور اس عمل کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ جس طرف قرآن شریف رکھا جاتا ہے ادھر پاؤں نہیں کرنا چاہیے تو جس کے سینہ میں قرآن پاک ہے، جو سینہ حامل قرآن پاک ہے اس کی طرف پاؤں کرنا بھلا خلاف ادب نہ ہوگا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ادب کی برکت سے مولانا پر یہ فضل عظیم ہو گیا کہ ان کا جسم بھی محفوظ کر دیا گیا۔

قرآن پاک کا نام ادب سے لینا چاہئے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن اٹھا لانا۔ میں کہتا

ہوں قرآن پاک قرآن شریف یا قرآن مجید کہنا چاہئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ مجید نازل فرمایا اور ہم بغیر القاب شرف و بزرگی کے نام لیں کتنی بے ادبی کی بات ہے۔ پاکستان ہندوستان کے بعض شہروں میں جہاں اولیاء اللہ دفن ہیں ان شہروں کا نام اگر آپ بغیر شریف لکھتے ہیں تو پٹائی ہو جاتے تو دوستو! قرآن شریف کہیے مکہ شریف کہیے، مدینہ شریف کہیے۔ خالی یوں کہنا کہ میں مدینہ گیا تھا، مناسب نہیں۔ مدینہ طیبہ، مدینہ منورہ، مدینہ پاک یا مدینہ شریف کہنا چاہیے۔

حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا عظیم منظر

ابھی کراچی سے آتے ہوئے ہیں

نے عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا یہ گولہ چوبیس ہزار میل کا بنایا ہے جس میں پانی بھی ہے، زمین بھی ہے، پہاڑ بھی ہیں، سمندر بھی ہے اور پانی بھی گولہ ہے کیونکہ زمین کے گولہ پر ہے تین حصہ پانی اوپر سے نیچے تک زمین کی گولائی میں پھیلا ہوا ہے اور زمین کے گولہ کی کوئی سپورٹنگ بھی نہیں، فضا میں معلق ہے اور یہ پورنگ سائنس دانوں نے اب کی ہے مگر ہم کو چودہ سو برس پہلے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نازل فرمایا: وَصِفَ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ اللَّهُ كَمَا تَكُنُ السَّمَاءُ وَرِجَالُهَا يَرْتَفِعُونَ ۚ وَرِجَالُهَا يَرْتَفِعُونَ ۚ وَرِجَالُهَا يَرْتَفِعُونَ ۚ زمین قائم ہیں کوئی ستون، کوئی کھمبانیں ہے جس پر رکھے ہوئے ہوں۔ وہ زمانہ

گیا جب دادی اماں اور نانی اماں کہتی تھیں کہ بیٹا یہ دُنیا کا گولہ جو ہے یہ بیل کے ایک سینک پر ہے۔ سال بھر جب زمین کا وزن اٹھائے اٹھائے ٹھک جاتا ہے تو سینک بدلتا ہے دُنیا کو دوسرے سینک پر رکھتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لیکن اب تو جہاز نیچے سے اُوپر اُڑ کر آجاتا ہے دیکھ لیا کہ کوئی بیل وغیرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلا میں چوبیس ہزار میل کے گولہ کا وزن معلق کیا ہوا ہے ہم فضا میں ایک ہلکا سا رومال چھوڑ دیتے ہیں تو گر جاتا ہے لیکن چوبیس ہزار میل کا گولہ اللہ کے حکم سے فضا میں قائم ہے۔ جو اللہ اتنا بڑا گولہ زمین کا بغیر ستون بغیر کھمبا اور پلر کے قائم کر سکتا ہے وہ ہمارے دل کو بھی قائم کر سکتا ہے صراطِ مستقیم پر۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ اے ہماری ماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے گھر میں جوتے تھے تو کیا دُعا پڑھتے تھے۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اکثر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰی دِيْنِكَ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲) اے دلوں کو بدلنے والے ہمارے دل کو دین پر قائم فرما کیونکہ قلب کے معنی ہی بدلنے کے ہیں قلب اپنی فطرت کے اعتبار سے اپنی لغت کے اعتبار سے بدلنے کا دوسرا نام ہے اسی سے انقلاب کا نعرہ لگتا ہے انقلاب کے معنی ہیں بدل جانا، تبدیلی آجانا۔ جب قلب کے معنی بدلنے کے ہیں تو معلوم ہوا کہ قلب اپنی فطرت کے اعتبار سے بدلنے والا ہے اور ہر روز فی چیز اپنی فطرت کے اعتبار سے گرنے والی ہے جیسے کہ ابھی یہ رومال گر گیا لیکن اگر اپنی فطرت کے خلاف کوئی وزنی چیز نہیں گر رہی ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس کے نیچے کوئی زبردست طاقت ہے جو اس وزنی اس

کی فطرت کے خلاف کرنے سے بچائے ہوئے ہے اور فضا میں معلق کیے ہوئے ہے۔ جس چیز میں کرنے کی عادت، کرنے کی فطرت کرنے کی خاصیت ہے اس کو نہ کرنے دینا یہ زبردست قدرتِ قاہرہ اور زبردست طاقت کی علامت اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ ہے۔

قہار کی تعریف

قہار کی تعریف مفسرین اور علمائے یہ کی ہے :
 الَّذِیْ یُکَوِّنُ لَہٗ کُلَّ شَیْءٍ ۚ فَسَخَّرَ لَہٗ حَتَّی
 قَدَرٌ ۚ وَقَضَاہُ وَقَدَرٌ ۚ قہار وہ ذات ہے کہ ساری کائنات جس کی قدرت کے تحت ہے، کائنات کی ہر شے اس کی طاقت و قضاء و قدر کے تحت مسخر ہے ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا ہمیں سکھادی جس کا ترجمہ گویا یہ ہوا کہ اے اللہ قلب کی فطرت بدلنے کی ہے ذرا سی دیر میں بایزید بسطامی اور ذرا سی دیر میں شنگ یزید گھڑی میں اولیا گھڑی میں بھوت۔ اے اللہ ایسے بدلنے والے قلب کو آپ دین پر قائم فرما دیجئے کہ دین سے کبھی نہ پھرے۔ بھوت پر ایک لطیفہ یاد آگیا۔ اے آباد میں مولانا قمر الزمان صاحب ہیں جو بخاری شریف پڑھانے والے بڑے عالموں میں شمار ہوتے ہیں۔ گجرات میں بھی ان کا سفر ہوتا رہتا ہے۔

کُونُوا سَعِیْقَیْنِ کَیْ دَوْمٍ وَ اَسْتَمِرَّ اِسْتَدْلَالِ میری

میں تقریر تھی جس میں میں نے عرض کیا کہ : کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنِ میں کُونُوا امر ہے اور امر نہتا ہے مضارع سے مضارع میں دو زمانہ ہوتا ہے

حال اور استقبال۔ لہذا کونو کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ حال میں بھی اللہ والوں کے ساتھ رہو اور اگر ان کا انتقال ہو جائے تو دوسرا مربی تلاش کرو، ہمیشہ ساری زندگی استمرار اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ مضارح میں تجدد استمراری کی شان ہوتی ہے اور مضارح سے امر بتا ہے اور ہر شق میں اپنے مصد کی خاصیت ہوتی ہے۔ پس کونو میں بھی تجدد استمراری کی شان ہے لہذا کونو مع الصّدقین کا مطلب یہ ہوا کہ حال میں بھی اہل اللہ کے ساتھ رہو اور مستقبل میں بھی اہل اللہ کے ساتھ رہو تمہاری زندگی کے ہر زمانہ میں اہل اللہ کی معیت کا استمرار ہو۔

اس بات پر مولانا کو اتنا وجد آیا کہ فرمایا کہ میں تو تمہاری تقریر سے مبہوت ہو گیا کہ ہمارے اکابر نے جو فرمایا کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ و مربی کو تلاش کرو اس کا قصد یہی ہے کہ اہل اللہ کی صحبت استمرار چل رہے ہو کہ کونو سے ثابت ہو گیا لیکن آج تک اس طرف ہمارا ذہن نہیں گیا تھا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے اکابر کے ارشادات قرآن و حدیث سے متقبن ہوتے ہیں۔ جب احقر نے اپنے شیخ حضرت شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم سے مولانا قمر الزمان صاحب کا یہ قول نقل کیا جو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں تو تمہاری تقریر سے مبہوت ہو گیا تو حضرت والانے فرما فرمایا کہ سکر کرو کہ مبہوت ہی ہوتے اگر مبہوت کا ہم ہٹا دیتے تو کیا ہو جاتے۔ یہ ہیں ہمارے اکابر جو مزاج اور خوش طبعی بھی کرتے ہیں جو عین مذاق سنت ہے۔ امر کونو سے معلوم ہوا کہ زندگی کے ہر دور میں صحبت اہل اللہ ضروری ہے۔

شیخ کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق ضروری ہے

لہذا حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اور سات سو برس پہلے مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرا زندہ شیخ تلاش کرو کیونکہ مردہ شیر سے بہتر زندہ بلی ہے۔ یہ مولانا رومیؒ کا ارشاد ہے۔ چنانچہ شیخ اول کے بعد جن لوگوں نے کسی دوسرے مرئی کی صحبت اختیار نہیں کی ان کے حالات میں زوال آ گیا۔ آہستہ آہستہ وہ انوار و برکات ختم ہو گئے اور وہ مصلح تو کیا رہتے صالح بھی نہ رہے۔

اصلاح زندہ شیخ سے ہوتی ہے اور اس کی مثال جیسے خانہ دانی

ڈاکٹر کا انتقال ہو جائے تو کیا آپ اس ڈاکٹر کی قبر سے علاج کرائیں گے وہ مردہ ڈاکٹر کیا قبر سے نکلشن لگائے گا یا آپ زندہ ڈاکٹر کو تلاش کریں گے۔ اس لیے تمام اکابر کا اس پر اجماع ہے کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ تلاش کرنا ضروری ہے۔

زندہ شیخ سے اصلاح کی شنوی میں عجیب مثال اور مولانا رومیؒ سات سو برس

پہلے فرماتے ہیں کہ جیسے کوئی آدمی کنویں کے اوپر کھڑا ہوا اپنی ڈول سے کنویں میں گری ہوئی ڈولوں کو نکال رہا ہو۔ اس کی ڈول میں کانٹے لگے ہوتے ہیں ان کانٹوں میں بچنسا پھنسا کر گری ہوئی ڈولوں کو کنویں سے باہر نکال رہا ہے لیکن اس کا انتقال ہو گیا تو اب اس کی ڈول بھی ان ہی ڈولوں میں گر گئی۔ اب اس ڈول میں

یہ صلاحیت نہیں رہی کہ وہ دوسری ڈولوں کو اٹھا کر کنویں کے باہر کر دے کیونکہ اس کا رابطہ اس شخص سے منقطع ہو گیا جو اوپر کنویں کے باہر کھڑا تھا۔

مولانا رومی فرماتے ہیں جو اللہ والا تربیت و ارشاد کے منصب پر قائم رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کے اندر دو خاصیت ہونا چاہیے۔ (۱) گری ہوئی

ڈولوں کے اندر اس کا جسم ہو یعنی مرتبہ جسم میں وہ عالم اجسام میں ہے اور (۲) مرتبہ رُوح میں وہ دنیا کے کنویں سے اُپر ہو، اپنے قلب جاں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا انتہائی قوی تعلق ہو اور جسم کے اعتبار سے وہ دنیا میں بھی ہو۔ اگر رُوح کا جسم تعلق منقطع ہو گیا تو اب اس جسم میں وہ خاصیت نہیں رہے گی کہ تربیت و ارشاد و اصلاح کا کام نہیں کر سکتا۔ لہذا اب دوسرے شیخ کی جستجو کرنا چاہیے۔

ضرورت شیخ پر مثنوی میں دوسری مثال اور دوسری مثال مولانا

رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دی ہے کہ ایک شخص قید خانہ میں ہے تو کیا ایک قیدی دوسرے قیدی کو چھڑا سکتا ہے کیا اس کی ضمانت لے سکتا ہے ؟

کے دہر زنداں سے در قہت ناص

مرد زندانی و گیر را حلاص

ایک قیدی دوسرے قیدی کو رہائی نہیں دلا سکتا، اس کی ضمانت نہیں لے سکتا۔ رہائی دلا لے کے لیے کوئی قید خانہ کے باہر سے آنا چاہیے جو اس کی ضمانت لے گا۔ جن کے قلب جاں شہوتِ نفسانیہ سے اور بُری خواہشات کے قید و بند سے آزاد ہو چکے ہیں وہ ان لوگوں کی اصلاح کر سکتے ہیں جو شہوتوں اور بُری

خواہشوں کے مقید اور گرفتار ہیں۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا فِيں صَیغۃ جمع نازل ہونے کا راز

اس وقت ایک آیت شریفہ کی تلاوت کی اور ایک حدیث شریف پڑھ کر سنانی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے انسانو! ہم نے قرآن نازل کیا ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرُ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ میاں تو ایک ہیں اُنَّا نازل ہونا چاہیے تھا لیکن واحد کے لیے جمع کا صیغہ نَحْنُ کیوں نازل فرمایا۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمہ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ سلاطین کی گفتگو کا یہی انداز ہوتا ہے کہ ہم نے یہ قانون جاری کیا ہے۔ وہ میں نہیں کہتے، واحد کا صیغہ استعمال نہیں کرتے وجہ کیا ہے تَفْخِيمًا لِّشَانِهِ یعنی اپنی شان کی عظمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نَحْنُ نازل فرمایا اُنَّا نازل نہیں فرمایا۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرُ ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے۔ یہ عظمتِ شان حق ہے، حق تعالیٰ کی عظمت کا عنوان ہے بادشاہ ہمیشہ ایسے ہی بولتے ہیں۔ آج کل کے پھر قسم کے بادشاہ نہیں۔ پُرانے زمانہ کے جو صحیح بادشاہ ہوتے تھے ان کا اندازِ تکلم یہی ہوتا تھا اور قرآن پاک تو حکمِ اسما کیوں کا کلام ہے لہذا کلام اللہ تمام کلاموں کا بادشاہ ہے پھر اس کی کیا شان ہوگی جبکہ دنیوی بادشاہوں کے کلام کی بلکہ ان کے خادموں کے کلام کی بھی کیا شان ہوتی تھی۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب
رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ

ناکساں پیش کساں می آیند

نے اپنے خادمِ رمضان سے کہا کہ رمضان گماں می آئندے رمضان میرے پاس
 مکھیاں آرہی ہیں یعنی مجھے مکھیاں لگ رہی ہیں۔ اس خادم کی صلاحیتِ قابلیت
 کو دیکھو اس نے جواب دیا کہ حضور ناکساں پیش کساں می آئند۔ نالائق لائق کے
 پاس آرہی ہیں۔ آپ تو لائق ہیں یہ مکھیاں نالائق ہیں۔ یہ نالائق کساں جائیں گئیں لائق
 ہی کے پاس تو آئیں گئیں۔ اللہ مولانا رومی کو جزائے خیر دے جنہوں نے ہم لوگوں کو یہی
 سکھایا کہ تم اللہ سے یوں ہی کہو کہ اے اللہ ہم تو نالائق تھے لہذا ہم سے نالائق اعمال
 ہو گئے۔

اں چنیں کر دم کہ از من می سرید
 ہم نے وہی کام کیا جس کے ہم اہل تھے، ہم سے گناہ ہو گیا، نالائق ہی ہو
 گئی کیونکہ ہم نالائق تھے تو ہم سے نالائق ہو گئی۔

تا چنیں سیل سیاہی درد سید
 یہاں تک کہ اندھیروں کے سیلاب آگئے، ہمارے گناہوں کے اندھیرے
 ہم پر چھا گئے۔ اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ خدا سے یوں کہو۔
 اے خدا اں کن کہ از تومی سرود

کہ زہر سُوراج مارم می گزد
 اے اللہ میرے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے لائق ہے یعنی مجھے معاف
 کر دیجئے کہ میرے نفس کا سانپ مجھے ہر سُوراج سے ٹس رہا ہے۔

اے اللہ جب آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ شان ہے اور
 حضرت یوسف علیہ السلام میں یہ شان ہے کہ جب بھائیوں نے کہا کہ اے یوسف

سب آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا لَا تَزِرْ وَزِيرَکُمُ الْيَوْمَ کَ تَمِ پر آج کوئی الزام نہیں ہم نے سب معاف کر دیا! اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مکہ کے کافروں نے پوچھا کہ آج تو مکہ فتح ہو گیا اب آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہی معاملہ کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا اور فرمایا تھا لَا تَزِرْ وَزِيرَکُمُ الْيَوْمَ۔ اے اللہ جب آپ کے انبیاء میں رحمت کی یہ شان ہے تو اے اللہ آپ تو خالقِ انبیاء ہیں آپ کی شانِ رحمت کیا ہوگی؟ اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے!

لَا تَزِرْ وَزِيرَکُمُ الْيَوْمَ سے ایک اہم مسئلہ سلوک کا استنباط

اس پر حکیم الامت مجددِ ملت مولانا تھانوی نے ایک مسئلہ تطوف بیان فرمایا کہ جو اللہ ولے ہوتے ہیں وہ مخلوق کے جھگڑوں میں نہیں پڑتے تاکہ اپنے وقت کو خالق کی عبادت میں مشغول رکھیں لہذا ان کی نظر عرشِ عظم پر ہوتی ہے الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى مَجَارِي الْقَضَاءِ لَا يُفْنِي أَيَّامَهُ بِمُخَاصَمَةِ النَّاسِ اولیاء اللہ وہ ہیں جو فیصلہ جاری ہونے کی جگہ پر یعنی عرشِ عظم پر نظر رکھتے ہیں وہ اپنی زندگی کے ایام کو مخلوق کے جھگڑوں میں ضائع نہیں کرتے مخلوق کے جھگڑوں میں جو چنسا اس کا دل اللہ کے قابل کہاں رہتا ہے۔ یہ بیان القرآن کے حاشیہ مسائل لہلک کی عربی عبارت نقل کر رہا ہوں الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى مَجَارِي الْقَضَاءِ لَا يُفْنِي أَيَّامَهُ بِمُخَاصَمَةِ النَّاسِ بَلْ يَقُولُ

لَا تَرْثِيكَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ۔ جس کی نظر اللہ پر ہوتی ہے وہ مخلوق کے مجکڑوں میں اپنے اوقات ضائع نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ جاؤ سب معاف کر دیا اور اپنا دل بچا کر اللہ کو پیش کرتا ہے۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ مُرَادَ عُلَمَائِهِمْ

تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجمع کے صیغہ سے نازل فرمایا: إِنْ أَنْتُمْ نَزَلْنَا الذِّكْرَ۔ کہ ہم نے ذکر کو نازل کیا۔ یہاں پر میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری ایک عجیب علم عظیم بیان فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو اہل ذکر فرمایا ہے اور قرآن شریف کو ذکر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ علماء کو زیادہ تلاوت کرنی چاہیے اور فرماتے تھے کہ جو عالم اللہ کو یاد نہ کرے وہ عالم نہیں ہے بلکہ ظالم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کا نام اہل ذکر رکھا ہے فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اگر تم لَا تَعْلَمُونَ ہو تو یَعْلَمُونَ لوگوں سے پوچھو جن کو اہل ذکر سے تعبیر فرمایا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ: الْمُرَادُ بِأَهْلِ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءُ بِاخْتِبَارِ الْأُمَمِ السَّالِفَةِ اہل ذکر سے مراد علماء ہیں جو تمام ائمہ سالفہ کے حالات سے باخبر ہیں۔

علماء کو اہل ذکر فرمانا ذکر کی تلقین ہے | میرے شیخ فرماتے تھے کہ

جن کو اللہ تعالیٰ اہل ذکر فرمادیں کہ یہ ہم کو یاد کرنے والے لوگ ہیں جن کے علم کی تعبیر ذکر سے ہوتی ہو وہ عالم بھی اگر مالک کو کم یاد کرے تو وہ عالم ہے یا ظالم ہے

اور ہمزہ سے آلم ہونا تو بہت آسان ہے، الم پہنچانا، ایک دوسرے کو اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ ہمیں آپس میں محبت سے رہنا چاہیے ہر مدرسہ والے کو دوسرے مدرسہ کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

میرے شیخ شاہ
ابرار الحق صاحب

جملہ مدارس اہل حق کا اکرام و رعایت

فیصل آباد میں ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ زکوٰۃ و خیرات و صدقات ہمارے مدرسہ میں دیکھئے۔ یہاں بہترین مستحق طلباء موجود ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہ لکھنا چاہیے جتنے اہل حق مدارس ہیں سب ہمارے ہیں، اللہ کا دین ہمارا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہیں، قرآن پاک ہمارا ہے لہذا یوں لکھو کہ زکوٰۃ خیرات و صدقات ہمارے مدرسہ میں بھی جمع کرائے جاسکتے ہیں۔ لفظ بھی کا اضافہ کر دیجئے ورنہ ہندوستان میں ایک مدرسہ والے نے لکھا کہ ہمارے مدرسہ میں جو خیرات دے گا اس کو سات قسم کا ثواب ملے گا۔ تو دوسرا مدرسہ قریب میں تھا اس نے لکھا کہ ہمارے یہاں اگر جمع کرو گے تو آٹھ قسم کا ثواب ملے گا۔

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ قرآن پاک کی دائمی نجات کی دلیل ہے

تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی نسبت اپنی طرف فرما کر یہ فرمایا: وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور جملہ اسمیہ سے فرمایا۔ جملہ اسمیہ سے جو بات بتائی جاتی ہے اس میں ثبوت اور دوام ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ حدوث کے لیے استعمال ہوتا ہے

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کو جملہ اسمیہ سے بیان کر کے قیامت تک کے انسانوں کو آگاہ فرمادیا کہ سارا عالم مل کر میرے اس کلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اس کی حفاظت جملہ اسمیہ سے نازل کر رہا ہوں۔ **وَإِنَّمَا لَكُمْ لِحْفِظُوتِ** لہذا ہم دواماً اس کی حفاظت کریں گے اور جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے اور جسے اللہ نہ رکھے اسے ساری دنیا چکھے۔ یہ دوسرا جملہ میرا بڑھایا ہوا ہے۔ اردو کے محاورات میں ہر ایک کو ترمیم کا حق ہے مخلوق کے کلام میں دوسرا مخلوق ترمیم کر سکتا ہے مشہور محاورہ یہ ہے کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے اور میرا اضافہ یہ ہے کہ جس کو اللہ نہ رکھے اس کو ساری دنیا چکھے۔ شاعر کہتا ہے۔

اُنکا کوسر تمہارے آستان سے

زیر پر گر پڑا میں آسمان سے

اللہ کے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا | جو اللہ سے ہمتا ہے اللہ کو بھوتا

ہے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے جہاں بھی جائے گا مصیبت میں رہے گا۔ سارا عالم اس کو پناہ نہیں دے سکتا۔ سیاسی پناہ گیروں کو دوسرے ملک سیاسی پناہ دے دیتے ہیں لیکن اللہ کے مجرم کو سارا عالم نہ سیاسی پناہ، نہ مذہبی پناہ کسی قسم کی کوئی پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ زمین کے جس ٹکڑے پر جائے گا وہ زمین اللہ کی ہے اور جس آسمان کے نیچے جائے گا وہ آسمان اللہ کا ہے۔

لگاؤ اقرباء بدلی مزاج دوستاں بدلا

نظر ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

قرآن پاک کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کی حفاظت کا وعدہ نہیں

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے اور اس سے پہلے توریت، زبور و انجیل کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ فَإِنَّ الشَّيْخَ الْمُهَيْبِ لَوْ تَغَيَّرَ نَقْطَةٌ مِّنَ الْقُرْآنِ لَيُودَّ عَلَيْهِ الْيَهُودُ اگر مصر کا کوئی شیخ مسیب قرآن کی کوئی آیت غلط تلاوت کر دے تو ہمارا نو دس سال کا کوئی بچہ اس کو ٹوک دے گا کہ اَخْطَاْتَ يَا شَيْخُ اس کی غلطی پکڑ لے گا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ چونکہ توریت، زبور و انجیل کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری نہیں لی اس لیے سب میں تخریف ہو گئی۔ ان کتابوں کی حفاظت اس وقت کے علماء کے عہد تھی۔ علماء کے بعد والی نسلوں نے ان کو بیچنا شروع کر دیا لہذا آج توریت، زبور و انجیل محفوظ نہیں ہے، جو موجود ہے تخریف شدہ ہے لیکن قرآن پاک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ ہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری قبول فرمائی ہے وَ إِنَّا لَنَاحِفُظُونَ جملہ اسمیہ سے دواؤں اور شہوتوں کا نازل ہوا ہے کہ ہمیشہ کے لیے یہ قرآن پاک محفوظ رہے گا۔ چنانچہ بالضرر اگر امریکہ، روس، برطانیہ اور سارے عالم کی طاغوتی طاقتیں مل کر دنیا بھر کے قرآن پاک کے نسخے جمع کر کے جلادیں تو ہمارے لاکھوں حفاظ اس کو پینڈٹ میں پھر لکھوا دیں گے۔ قرآن پاک سینوں میں محفوظ ہے اور ہر زمانہ میں رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یہ حفاظ کرام اللہ تعالیٰ کی سہ کار ذمہ داری کے منتخب افراد ہیں۔

حفاظت قرآن پاک کی خدائی ذمہ داری کے منتخب افراد

اور جہاں جہاں حفظ قرآن کے مدارس کھولے جاتے ہیں وہ حضرات اللہ تعالیٰ کی اس سرکاری ذمہ داری کے منتخب افراد ہیں وہ مسلمان منتخب مسلمان ہیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا جو سرکاری اعلان قرآن پاک کی حفاظت کا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرشتوں سے نہیں کرائیں گے، جنوں سے نہیں کرائیں گے بلکہ وَ اِنَّا لَنَاصِرُ لَهُ لِحَافِظُوْنَ کا تفسیری جملہ علامہ آلوسی نے بیان فرمایا اِنِّیْ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَّائِنَا ہم اپنے دوستوں کے قلوب میں اس کو محفوظ کریں گے۔

قرآن پاک کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ ہے

تو جہاں جہاں حفظ قرآن کے مدارس میں یہ سب بارگاہ حق کے سرکاری لوگ ہیں کیونکہ حفاظت قرآن پاک کی سرکاری ذمہ داری کے منتخب افراد اور کارکن ہیں اور وَاِنَّا لَنَاصِرُ لَهُ لِحَافِظُوْنَ میں قرآن پاک کے الفاظ کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے اور ان الفاظ کے معانی و مفہیم کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے کیونکہ اگر کسی مکان کے باہر کو تالہ لگا ہو لیکن مکان کے اندر کا سونا چاندی اور جو بہرات سب چوری ہو جائیں تو کیا حفاظتی حق ادا ہوا۔ لہذا قرآن پاک کے الفاظ میں بھی قیامت تک کوئی تحریف، تبدل و تغیر نہیں ہو سکتا اور قرآن پاک کے معانی و مفہیم میں بھی نہیں ہو سکتا اس لیے قرآن پاک کے الفاظ کی تلاوت مع التجوید وغیرہ کی حفاظت کے لیے اہل علم کا قیام بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن پاک کے معانی و علوم کا سیکھنا بھی اتنا ہی فری

ہے جتنا اس کے الفاظ و تجوید کا سیکھنا۔ قرآن پاک کے الفاظ و معانی دونوں اہم ہیں اور دونوں کی حفاظت کا خدائی اعلان ہے۔

آیت قرآنی سے مکاتب مدارس کے قیام کا ثبوت

چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے اللہ میری اولاد میں سے ایک نبی مبعوث فرما یَنْتَلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ جو تیرے کلام کی تلاوت کرے تیری آیات لوگوں کو سُنائے وَ یُعَلِّمُہُمْ الْکِتٰبَ اور کتاب اللہ کی تعلیم دے۔ اس آیت کی علامہ آوسی نے یہ تفسیر کی اَنْیَ یُفَہِمُہُمْ اَلْفَاظَ جو الفاظ قرآن پاک کے معانی بتائے وَ یُبَیِّنُ لَہُمْ کَیْفِیَّتَہٗ اَدَآءِہٖ اور ان الفاظ کی کیفیت ادا بھی سکھائے۔ اس آیت سے قرأت کا بھی ثبوت ملتا ہے اور تعلیم کتاب کا بھی۔ لہذا حفظ قرآن کے مدارس کا قائم کرنا اور تعلیم کتاب اللہ کے لیے دارالعلوم کا قیام بھی مقاصد بعثت نبوت میں سے ہے۔

لہذا جن ماں باپ نے اپنے بچوں کو حافظ بنایا، جن اساتذہ نے بچوں کو قرآن پاک حفظ کرایا جن لوگوں نے یہ مدارس قائم کیے اور ان کا اہتمام و انتظام چلایا جن لوگوں نے ان مدارس کے قیام میں مالی یا جانی کسی نوع کی اعانت کی وہ سب خوش نصیب ہیں، اُن کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ سب کے سب وَ اِنَّا لَہٗ لَٰخٰفِظُوْنَ کی خدائی ذمہ داری کے افراد اور رکن ہیں۔ اس آیت میں اللہ پاک کی طرف سے قرآن مجید کی حفاظت اور کفالت کا جو وعدہ ہے یہ سب کے سب ظاہری ارکان کفالت اور ممبران کفالت ہو گئے اور اس میں

شامل اور منتخب ہو کر اللہ کے پیارے ہو گئے۔ قرآنِ پاک کی خدائی حفاظت کے اعلان میں وہ سب قبول کیے گئے۔ اب اس کے بعد حدیثِ پاک کی شرح کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔

کلام اللہ کے شرف و عظمت کا انوکھا اظہار

آج کل حفاظِ قرآن کو لوگ

اہمیت نہیں دیتے، سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ معمولی لوگ ہیں لیکن ان کا مقام دیکھنا ہو تو رمضان المبارک میں دیکھو۔ اگر مسلمان بادشاہ بھی کوئی کہیں کا ہو لیکن رمضان المبارک میں اس کو بھی حافظِ قرآنِ پاک کے پیچھے تراویح پڑھنی پڑے گی۔ میرے شیخ مولانا شاہ ابوالفتح صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں تراویح کو سنت ہو کہ وہ قرار دینا قرآنِ پاک کی عظمت کے اظہار کا ایک راستہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تاکہ بڑے بڑے مسلمان بادشاہوں کو وزیرِ اعظموں کو، مالداروں کو، تاجروں کو معلوم ہو جائے کہ انہیں پندرہ سولہ سال کے ان حافظِ بچوں کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے گی، مقتدی ہی بننا پڑے گا۔ کوئی کروڑوں فرینک کما رہا ہو اور حافظِ قرآن غریب ہے تو سیٹھ صاحب کو ہی غریب کے پیچھے تراویح پڑھنی پڑے گی۔ معلوم ہوا کہ تراویح کی مسنونیت اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت و شرف کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اُمت کے بڑے لوگ کون ہیں؟

لہذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

میری اُمت کے بڑے لوگ کون ہیں؟ ہم بڑے لوگ کن کو سمجھتے ہیں؟ کوئی

بادشاہ یا وزیر ہو جائے یا کروڑوں کی تجارت ہو جائے، خوب مال آجائے تو کہتے ہیں کہ یہ صاحبِ بڑے آدمی ہیں، پانچ لاکھ کی مرسیڈیز پر چلتے ہیں، ہنگامہ بھی بہت بڑا بنالیا پانچ ہزار گز پر ہے، بہت شاندار بلڈنگ ہے، لباس بھی شاندار ہے، کار بھی شاندار ہے، کاروبار بھی شاندار ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ قیمت مٹی کی مٹی سے نہیں ہوتی۔ بتاؤ موٹر مٹی کی ہے یا نہیں اور سموسہ اور پاپڑ مٹی کے ہیں یا نہیں اور بلڈنگ اور مکان مٹی ہے یا نہیں؟ تو مٹی کی قیمت مٹی سے لگا ہے ہو، اس مٹی کی قیمت اللہ تعالیٰ کی رضا سے لگتی ہے۔ میرا ایک شعر ہے۔

ہماری خاک اس لمحہ میں ہے رشکِ فلکِ اختر

وہی لمحہ جو میرا ذکر مولا سے عالم ہے

خالقِ کائنات کو جو مٹی یاد کرتی ہے وہ مٹی قیمتی ہوتی ہے، وہ مٹی قیمتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مثبت ہو۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے

وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

مٹی کی قیمت مٹی سے نہیں لگے گی۔ میرا بہت پُرانا شعر ہے جو میں نے نوجوانوں کے لیے کہا تھا۔

بھسی خاکی پہ مت کر خاکِ اپنی زندگانی کو

جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

مٹی کی عورتیں اور دنیا بھر کے حسین سب مٹی کے ہیں قبروں میں دیکھ لینا سب مٹی ہو جائیں گے۔ اپنی مٹی کو مٹی کی شکلوں پر مٹی مت کرو، اس مٹی کو اللہ تعالیٰ

۱۔ رفد کر کے اپنی قیمت بڑھا لو۔ پھر تمام کائنات، جنات اور فرشتے بھی آپ کا تبرک
مکریں گے۔ اولیاء اللہ بدھرتے گذر جاتے ہیں اور انوار بچیل جاتے ہیں۔ محدث
عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تَوَمَّوْا بِلِیَاقِیْنِ اَوْ لِیَاقِیْ اللّٰهِ تَعَالٰی
بِبَلَدٍ لَّنَا لَبْرَکَۃٌ مَُّرُوْبَہٍ اَهْلُ تِلْكَ الْبَلَدِ اِذَا لَمْ کُوْنِیْ وَلِیَّ اللّٰہِ کَسِیْ شَہْرِہِ
گذر جائے اور وہاں اس کو قیام کا موقع نہ ہو تو بھی اس شہر والے اس کے گزرنے کی
برکت سے محروم نہیں رہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ہم کو اللہ والہ بنا دے۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہوا جا رہا ہوں

حفاظِ قرآن اُمت کے بڑے لوگ ہیں

فرماتے ہیں اَشْدَّ اَوْ اَعْقَبَى حَمَلَةُ الْقُرْآنِ میری امت کے بڑے لوگ
حافظ قرآن ہیں یعنی جو بچے حافظ ہو گئے یہ امت کے بڑے لوگ ہیں جنہوں نے
اللہ علیہ وسلم جن کو بڑے لوگ فرمائیں آج ہم ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ ایسے
ایسے حملے کہتے ہیں کہ میاں حافظ قرآن ہو گئے اب بھارت کی روٹیوں کا انتظار
کریں گے۔ اسے امریکہ کی ڈگری لے آتے تو کچھ ہو جاتے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللَّهِ۔ حافظ قرآن باعمل اور اللہ والا ہو تو وہ روٹیوں کا انتظار نہیں کرتا بڑے
بڑے روٹیوں اور بریانیوں والے ہں کا انتظار کرتے ہیں کہ کاش حافظ صاحب
میری دعوت قبول کر لیں۔

امریکہ کے ڈگری یافتہ کی بد حالی کا سچا واقعہ | امریکہ کی ڈگری لانے

والوں کا حال دیکھ لو کہ اپنے باپ کی وارثی اس کے مرنے کے بعد منڈوا دی - کراچی کا واقعہ ہے - ایک مسلمان بوڑھا بیس پچیس دن بے ہوش آکھجن میں پڑا ہوا تھا - بیس دن حجامت نہیں بنی تو وارثی آگئی - اتنے میں امریکہ سے اس کا لڑکا آیا لیکن باپ کی روح نکل گئی - مرنے کے بعد ظالم نے حجام کو بلا کر باپ کی وارثی منڈا دی اور کہا کہ میں اپنے ابا کو اس خراب شکل میں قبر میں دفن نہیں کروں گا - نعوذ باللہ - اور پڑھا کہ امریکہ میں! یہ انعام ملا کہ مرنے کے بعد بھی لعنت سے نہ بچ سکا -

مدعیان تہذیب کی پستی و بد حالی | میں نے امریکہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک

عیسائی ایک لمبی سی ٹافی چوس رہا ہے اور اس کا کتا کاریں اس کی بغل میں بیٹھا ہے اپنے منہ سے ٹافی نکال کر اس کتے کو چٹائی پھر کتے کے منہ سے نکال کر ظالم خود کھانے لگا - استغفر اللہ - اللہ بچائے اللہ بچائے - دیکھا آپ نے ان کا مقام - کتوں کے خادم ہو گئے - انسانیت کو خادم الکلاب کے مقام سے تبدیل کر دیا دیکھئے مسلمان کیسا بھی ہو لیکن کم سے کم خادم الکلاب نہیں ہوتا - جب میں لندن گیا تو وہاں ایک انگریز بڑھی عورت دو کتے لیے جا رہی تھی میں نے فوراً ایک شعر کہتا ہوں کسی کو ذوق کلاب ہے تو کسی کو ذوق کلاب ہے کوئی جنابت میں مبتلا ہے تو کوئی عالی جناب ہے

اللہ والے عالی جناب ہیں اور یہ کافر جنابت میں مبتلا ہیں کیونکہ ہر وقت اُن کو کتے چاٹ رہے ہیں اور لیشر میں میرا ایک شعر ہوا ہے
مانا کہ میرا گلشنِ جنت تو دُور ہے
عارفِ حیل میں خالقِ جنت یہ ہوتے

اہل اللہ کی بلندی و مستی | اللہ والے اپنے دل میں خالقِ جنت
یہ ہوتے پھر رہے ہیں۔ کیا

سمجھتے ہوں ان کے دل کے عالم کو کہ وہ کتنے مزے میں ہیں۔ سمندر کے کنارے جہاں
سموسہ پاڑ کچھ بھی نہ ہو، کوئی سامانِ راحت نہ ہو، وہ اپنی چٹائی اور بوریت پر اگر
اللہ کا نام لے رہے ہیں تو دونوں جہاں وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب
کا شعر سُنتے! فرماتے ہیں۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریت بھی پھر ہمیں تختِ سیماں تھا
اب میرا شعر سُنتے۔

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اللہ اللہ ہے۔ جنہوں نے دل میں نہیں پایا وہ کیا مانیں کہ اللہ کیا ہے مولانا
رومیؒ سے پوچھو کہ اللہ کیا ہے فرماتے ہیں کہ اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر
کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے جو سارے عالم کو شکر دیتا ہے جو گنوں میں رس
پیدا کرتا ہے اسی رس سے شکر بنتی ہے تو جو اللہ سارے عالم کو شکر دے رہا ہے

خود اس کے نام کی مٹھاس اور شیرینی کے عالم کا کیا عالم ہوگا! فرماتے ہیں کہ میرے اللہ کے نام کی مٹھاس کو بیشکر کیا جانے یہ تو مخلوق ہے اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے یہ کیا جانے کہ اللہ کے نام ہیں کیا مٹھاس ہے اور چاند سورج کیا بانیں میرے اللہ کے عمن و جمال کو؟

از لب یارم شکر را چہ خسر
واز رخس شمس و قمر را چہ خمر

توضو
صلی اللہ

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ اور أَصْحَابُ اللَّيْلِ کا ربط

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن ہیں۔ لیکن جہاں قرآن شریف رکھا جائے وہ جزدانِ قیمتی ہو یا گنڈا اور کٹا پھٹا ہو، وہ توصافِ ستھرا ہونا چاہیے اور وہاں خوشبو بھی ہونی چاہیے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک منہوں کے جسم و روج کے لیے ایک قید لگا دی اور وہ ہے اصحابِ اللیل تاکہ جس سینہ میں قرآن پاک ہو اس میں چار قسم کی خوشبو بھی ہونی چاہیے اور یہ خوشبو کیسے آئے گی؟

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ کے
بعد فوراً اصحاب

حفاظِ قرآنِ پاک کے لیے تہجد کی اہمیت

لیل فرمانا ظاہر کر رہا ہے کہ حافظِ قرآن راتوں کی نماز بھی پڑھتے ہوں۔ جو حافظِ قرآن اصحابِ اللیل ہوں گے ان میں چار قسم کی خوشبو آئے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ اے میری امت کے لوگو رات کی نماز مت چھوڑنا، اس کو لازم پکڑ لو علی لزوم کے لیے ہے۔ وہ چار قسم کی خوشبو کیا ملے گی؟

۱۔ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ تم سے پہلے تمام صالحین کا شیوہ رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے صالحین ہوئے تمہارا نام ان صالحین کے رجسٹر میں لکھ دیا جائے گا اور دوسری خوشبو کیا ہے؟

۲۔ وَهُوَ قَرِيبٌ إِلَى رَبِّكُمْ تم اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مقرب بن جاؤ گے تیسری خوشبو کیا ہے؟

۳۔ وَمَكْفِرَةٌ لِّلْسَيِّئَاتِ تمہاری خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور خوشبو نمبر چار کیا ہے؟

۴۔ وَمِنْهَا دُغْنُ الْإِشْمِ گناہ سے بچنے کی طاقت تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی۔ (ترمذی البواب الدعوات جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

اب کوئی کہے کہ تین چار بجے رات کو اٹھ کر نماز | **تہجد کا آسان طریقہ** پڑھنا تو بہت مشکل ہے۔ بارہ بجے رات تک

تو ہماری دکان کھلی رہتی ہے۔ تو میں آپ کو ایک نسخہ بتاتا ہوں کہ آپ سو فیصد تہجد گزار ہو جائیں اور رات کو تین بجے بھی کسی کو نہ اٹھنا پڑے۔ وہ کیا نسخہ ہے؟ وہ بھی بتاتا ہوں لیکن آپ لوگ زندگی بھر مجھے بڑا اک اٹھ کرنا۔

عشاء کے چار فرض اور دو سنت پڑھنے کے بعد وتر سے پہلے دو رکعات بہ نیت تہجد یا بہ نیت قیام لیل پڑھنا کیا مشکل ہے ان ہی دو رکعات تہجد میں صلوٰۃ تو بہ صلوٰۃ حاجت صلوٰۃ استخارہ کی نیت بھی کر سکتے ہیں۔ دو ہی رکعات میں کئی نیت کر کے ثواب کچھ مختلف قسم کے لٹو مل سکتے ہیں۔ دو رکعت تہجد کے بعد معافی مانگ لیجئے کیونکہ صلوٰۃ توبہ کی نیت کی تھی لہذا توبہ کر لیجئے کہ دن بھر میں جو

کچھ نالائقیاں ہو گئی ہوں تو اے اللہ عاف فرما دیجئے خاص کر رسی یونین میں بے پردگی عام ہے یہاں خطا کا زیادہ امکان ہے۔ صلوٰۃ حاجت کی نیت کی تہیٰ حاجت مانگ لیجئے

سونے سے پہلے نمازِ تہجد کی شرعی دلیل | عشاء کے چار فرض اور دو سنت پڑھ

کر وتر سے پہلے چند نفل پڑھنے سے کیا ہم قائم لیل ہو جائیں گے اور قیامت کے دن کیا ہم کو تہجد گزاروں کا درجہ مل جائے گا؟ علماء کو حق ہے کہ اس کا ثبوت اختر سے مانگ لیں۔ لہذا اب میں اس کا ثبوت یعنی شرعی دلیل پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱۔ از امداد الفتاویٰ : یکم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ جو عشاء کے بعد چند رکعات نفل بہ نیت تہجد پڑھ لے وہ بھی قیامت کے دن تہجد گزاروں میں اٹھایا جائے گا۔ یہ تو امداد الفتاویٰ کی دلیل ہو گئی۔

دلیل نمبر ۲۔ از شامی : اب میں علامہ شامی کی کتاب جو فقہ کی سب سے بڑی کتاب مانی جاتی ہے اس کی جلد نمبر ۱ سے حوالہ دیتا ہوں۔ علامہ شامی ابن عابدین لکھتے ہیں کہ جو شخص عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے گا اس کی بھی سنت تہجد ادا ہو جائے گی۔ اب دلیل کے لیے عربی عبارت پیش کرتا ہوں تاکہ علماء حضرات کو تشنگی باقی نہ رہے۔

علامہ شامی سب سے پہلے حدیث نقل کرتے ہیں کیونکہ فقہ تابع ہے حدیث کے۔ جس فقہ کا سہارا حدیث پر نہ ہو وہ معتبر نہیں۔

یہاں ایک بات یاد آگئی۔ قرآن پاک کی آیت ہے قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوا تمام مفسرین کہتے ہیں کہ رَبَّنَا اللّٰهُ میں ربنا خبر ہے اور اللہ مسند الیہ ہے لیکن ربنا کو اللہ تعالیٰ نے مقدم اس لیے کیا تاکہ حصر کے معنی پیدا ہو جائیں تقدیر ما حقہ التاخیر یفید ال حصر تاکہ تم یہ کہو کہ ہمارا پالنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ اگر ربنا مقدم نہ ہوتا تو معنی حصر کئے پیدا ہوتے یہ عربی کا قاعدہ کلیہ ہے۔ اب یہاں ایک نحوی اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہاں ہم اللہ کو خبر مان لیں اور ربنا کو مسند اور مبتدا مان لیں تو کیا حرج ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو یہ عطا فرمایا کہ مسند الیہ کو قوی ہونا چاہیے کیونکہ سہارا لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی قوی نہیں ہے اس لیے اللہ کا نام ہوتے ہوئے کسی غیر اللہ کو مسند الیہ بنانا صحیح نہیں یہ بات تو درمیان میں آگئی۔

علامہ شامی جس حدیث سے اپنا مسئلہ پیش کر

صلوۃ تہجد بعد عشا کی دلیل باحدیث

ہے ہیں اس کو نقل کرتے ہیں۔ وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ (شامی جلد ۱، ۵۰۶ بحوالہ طبرانی) جو وہ نماز جو نماز عشا کے بعد پڑھی جاتے گی قیام لیل میں داخل ہے۔ اب ملا علی قاری کی وہ عبارت کہ لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِينَ مَنْ لَا يَقُومُ اللَّيْلَ (مرقاۃ صفحہ ۱۴۸، جلد ۳) جو رات کی نماز یعنی تہجد نہیں پڑھتا وہ کامل ہو ہی نہیں سکتا تو لہذا اب آپ آسانی سے کامل ہو سکتے ہیں کہ سونے سے پہلے رات ہی کو تہجد پڑھ لیں۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں شامی کا فیصلہ یہ ہے کہ فَإِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ فَخْصٌ بِالشَّفَلِ بَعْدَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ اس شخص کی سنت تہجد

ادا ہو جائے گی جو عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے چند رکعات نفل پڑھ لے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ آدھی رات میں اٹھ کر پڑھ رہے ہیں وہ پڑھنا چھوڑ دیں۔ جو لوگ بریانی کھا رہے ہیں وہ کھاتے رہیں یہ تو ان لوگوں کے لیے ہے جن کو بوجہ ضعف یا سستی کے بریانی نہیں ملتی وہ عشاء کے بعد کم از کم گھومتی کھالیں پھر اگر آخر رات میں آنکھ کھل جائے تو اس وقت دوبارہ پڑھ لیں تو کس نے منع کیا ہے !

نمازِ اوابین کا آسان طریقہ | میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اوابین بھی آسان ہے۔ ہمارے اکابر نے فرمایا

کو مغرب کے تین فرض پڑھ کر دو سنتِ موکدہ اور دو نفل ساری امت پڑھتی ہے۔ صرف دو رکعت پڑھ لیجئے تو اوابین ادا ہو جائے گی۔ سنتِ موکدہ اوابین میں شامل ہے کیونکہ حدیث کی عبارت یہ ہے کہ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ۔ (ترمذی صفحہ ۹۸، جلد ۱) فرض نماز کے بعد چھ رکعات اوابین کی ہیں لہذا سنتِ موکدہ اس میں شامل ہے۔ لیکن اگر کوئی زیادہ رکعات پڑھتا ہے اس کو پڑھنے دو۔ ہم تو ان ضعیفوں کے لیے جو بھرا کاہل ہیں ہمت کے کمزور ہیں یا بیمار ہیں یہ آسان ترکیب بتا رہے ہیں ان کے لیے یہ علم حوصلہ افزا ہے۔

بچوں کو بعدِ عشاء تہجد کی مشق | دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو بچے حافظِ قرآن ہو جائیں ان کو عشاء

کے بعد وتر سے پہلے دو رکعات تہجد کی نیت سے پڑھوادیں تاکہ وہ اس حدیث کے پورے مصداق ہو جائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری

اہمیت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن اور صحابِ اللیل ہیں۔ دارالاقامہ میں اس کا اہتمام کیا جائے کہ عشاء کے فرض اور سنت کے بعد دو رکعات پڑھوادی جائیں اس کے بعد قرآن پڑھیں اور یہ حدیث سمجھا دیں کہ دیکھو بیٹے تم حاملِ قرآن تو ہو گئے لیکن اب صحابِ لیل ہو جاؤ تاکہ اس حدیث پاک کے دونوں جز کے تمام مصداق ہو جاؤ۔

(اس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ میری تقریر اب ختم ہو گئی۔ ختم قرآن شریف کا جو طریقہ ہو کریں۔ قاری یعقوب صاحب زید مجدہم نے بچوں کو قرآن شریف ختم کرنے کا حکم دیا۔) اس وقت مندرجہ ذیل ملفوظ قاری صاحب کے نام کی مناسبت سے ارشاد فرمایا جو افادیت کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ جامع)

شیخ کا ایک اوٹ | قاری یعقوب صاحب کو مثنوی کا ایک شعر معنی عانی کے بتائے دیا ہوں کہ اپنے شیخ کے سامنے کیسے

رہنا چاہیے؟ ۱۔ پیشِ یوسف نازش و خوبی ممکن

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ کو حسنِ معنوی کے اعتبار سے حسنِ ظہنی کے اعتبار سے یوسف سمجھو اس کے سامنے اپنی کسی خوبی پر ناز، اپنے علم کا احساس اور احساسِ فضیلت نہ کرنا۔

جز نیاز و آہ یعقوبی ممکن

حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح نیاز و آہ و فریاد کرو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نیاز و آہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یَا سَفِی عَلٰی یُوسُفَ ہائے یوسف فہوس

اِنَّا لَبَدِیْ نَعْمَتٌ صَرَفَ حُضُورِ صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مہمت کو عطا کی گئی | اس وقت

اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ایت نازل نہیں ہوئی تھی ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے غم پر حضرت یعقوب علیہ السلام اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہتے۔ علامہ آلوسی روض المعانی میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پچھلے انبیاء اور ان کی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی نعمت نہیں دی تھی۔ اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی یہ نعمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی امت کو خاص طور سے عطا فرمائی گئی ہے جو پچھلے پیغمبروں کو اور ان کی امتوں کو نہیں دی گئی تھی ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام موقوفہ غم ہر یَا سَفِیْ عَلٰی یُوسُفَ نہ کہتے بلکہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے۔

(اس کے بعد حافظ فرید کلمہ ابن جناب یوسف صاحب اور ایک سرے طالب علم نے قرآن پاک ختم کیا اور حضرت والانے دعا فرمائی جو نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ) اے اللہ ختم قرآن پاک کی برکت سے ہم سب کے تمام مقاصد کو پورا فرما دے اور ہمارے تمام نیک ارادوں کو بامراد فرما دے اور جو لوگ مدرسے چلا رہے ہیں یا دارالعلوم کھولنے والے ہیں اے اللہ عالم غیب سے ہم سب خدام پر اپنے خزانے برسا دے عزت نفس اور عظمت دین کے ساتھ مالی معاملہ میں بھی مدد فرما اور ان بچوں نے جو دعائیں مانگی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں اور ہمارے خاندان اور بچوں کے حق میں اور ہمارے احباب حاضرین اور غائبین کے حق میں اور سارے عالم کے مسلمانوں کے حق میں قبول فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَیِّ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ